

پاکستان کا نظام بلدیہ: چند قابل اصلاح پہلو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کی پالیسیوں کا اختصاصی مطالعہ
Pakistan's Municipality System: Some Reformable Aspects, A Specific Study of the
Policies of the Prophet (P.B.U.H) and the Companions

Dr. Muhamad Zia ul Allah
Assistant Professor, National College of Business Administration and Economics
University.

Dr. Mehmood Ahmed
Assistant Professor, National College of Business Administration and Economics
University.

Muhammad Naveed Munir
M.Phil, Scholar, National College of Business Administration and Economics
University.

Received on: 04-04-2023

Accepted on: 07-05-2023

Abstract

Islam is a complete manual for life. In which complete guidance has been provided not only about worship but also about all matters. While Pakistan is facing other problems, there is also a serious problem of municipal system. If you study blessed life of Muhammad (SAW), you will understand that if any state wants to become a welfare state, it can achieve sure success by adopting the principles provided by the Messenger of Allah. And historically, Khilafat Rashida is also called the golden age of human history. Because they achieved all the goals by adopting the principles provided from Hazrat Muhammad (SAW). Today, in the context of civil administration in Pakistan, difficulties faced by us can be sorted out in the light of Sirat Tayyaba and Hayat Sahaba, and Pakistan can be made an orderly and coordinated state.

Keywords: Problems faced by Pakistan, urban management, municipal system, Sirat Tayyaba, Khilafat Rashida.

پاکستان کا نظام بلدیہ: مسائل، اسباب محرکات:

پاکستان، بہت سے ترقی پذیر ممالک کی طرح، اپنی شہری نظم و نسق میں خاص طور پر اپنی میونسپل سروسز کے حوالے سے بہت سے چیلنجوں کا سامنا کرتا ہے۔ ملک کے کئی حصوں میں بنیادی ضروریات جیسے پانی، صفائی ستھرائی اور فضلہ کے انتظام کی فراہمی ناکافی ہے۔ پاکستان میں میونسپل سروسز کی خراب حالت کے شہریوں کی صحت، حفاظت اور نظام زندگی پر بے اثر ہوتے ہیں۔ یہ تحقیقی مضمون کو، ہم پاکستان میں خراب میونسپل گورننس اور اس کے ملکی ترقی پر پڑنے والے اثرات کے پیچھے کی وجوہات اور حل کو تلاش کریں گے۔

1: بد عنوانی:

پاکستان میں ناقص میونسپل گورننس کے پیچھے بنیادی وجوہات میں سے ایک بد عنوانی ہے۔ بد عنوانی نے پاکستان میں حکومت کی تمام سطحوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، اور میونسپل حکام بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ میونسپل اہلکار اور عملہ اکثر بد عنوان طریقوں میں ملوث ہوتے ہیں، جیسے کہ فنڈز کا غبن، رشوت خوری اور اقربا پروری۔ اس کے نتیجے میں بلدیاتی خدمات کی فراہمی میں جو ابد ہی، شفافیت اور کارکردگی کا فقدان ہے۔ میونسپلٹی کے اہلکار اکثر اپنے عہدوں کو عوام کی خدمت کرنے کے بجائے خود کو مالا مال کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ بد عنوانی اس قدر پھیل چکی ہے کہ یہ نظام کا حصہ بن چکی ہے، اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکا مشکل ہے۔

2: وسائل کی کمی:

ایک اور وجہ وسائل کی کمی ہے۔ پاکستان میں مقامی حکومتوں کے پاس اتنے فنڈز نہیں ہیں کہ وہ اپنے فرائض کو مؤثر طریقے سے انجام دے سکیں۔ زیادہ تر میونسپلٹیوں کو اپنی بجٹ کی ضروریات کے لیے صوبائی اور وفاقی حکومتوں پر بہت زیادہ انحصار کرتی ہیں۔ بد قسمتی سے، ان حکومتوں نے اکثر میونسپلٹیوں کی ضروریات کو نظر انداز کیا ہے، جس کے نتیجے میں خدمات کی فراہمی خراب ہے۔

پاکستان میں میونسپل اتھارٹیز اکثر کم فنڈز میں رہتی ہیں، اور اس کے نتیجے میں، وہ اپنے شہریوں کو بنیادی خدمات فراہم کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ حقیقت یہ ہے کہ بہت سی مقامی حکومتوں کے پاس میونسپل سروسز کو مؤثر طریقے سے منظم کرنے کی تکنیکی صلاحیت کی کمی ہے۔ مزید برآں، بہت سے میونسپل عملے کے پاس مناسب تربیت، ساز و سامان، اور وسائل کی کمی ہے تاکہ وہ اپنے فرائض کو مؤثر طریقے سے انجام دے سکیں۔

3: شہری آبادی میں بے تحاشہ اضافہ:

ایک اور چیلنج جو پاکستان میں ناقص میونسپل گورننس میں اہم کردار ادا کرتا ہے وہ ہے شہری کاری کی تیز رفتار۔ شہری علاقوں میں آبادی خطرناک حد تک بڑھ رہی ہے، اور حکومت بنیادی خدمات کی مانگ کو پورا کرنے میں ناکام رہی ہے۔ نتیجے کے طور پر، بہت سے رہائشیوں کو غیر رسمی اور غیر محفوظ خدمات جیسے نجی پانی کے ٹینکرز، اور فضلہ چھننے والے پر انحصار کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس سے شہریوں کی صحت اور تندرستی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

شہری آبادی میں اضافہ جس نے پہلے سے ہی محدود وسائل اور بنیادی ڈھانچے پر دباؤ ڈالا ہے۔ میونسپلٹی خدمات کی بڑھتی ہوئی مانگ کو برقرار رکھنے کے قابل نہیں رہی جس کے نتیجے میں ناکافی خدمات کی فراہمی ہے۔

4: سیاسی عزم کا فقدان:

پاکستان میں خراب میونسپلٹی کے پیچھے بنیادی وجوہات میں سے ایک سیاسی عزم کا فقدان ہے۔ لوکل گورنمنٹ کے منتخب نمائندے جن کی ذمہ داری عوام کو بنیادی سہولیات فراہم کرنا ہے وہ اپنی ذمہ داریوں کو سنجیدگی سے نہیں لیتے۔ وہ اپنے حلقوں کی بہتری کے لیے کام کرنے کی

بجائے اپنی جیبیں بھرنے اور اپنے مفادات کی تکمیل میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔

5: احتساب کا فقدان

پانچویں وجہ احتساب کا فقدان ہے۔ مقامی حکومت کے اہلکاروں کو ان کے اعمال کے لیے جوابدہ ٹھہرانے کے لیے کوئی موثر طریقہ کار موجود نہیں ہے۔ نتیجتاً وہ اپنی نااہلی یا بد عنوانی کے نتائج سے خوفزدہ نہیں ہوتے اور خراب کارکردگی کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

6: تکنیکی مہارتوں کا فقدان

مزید برآں، مقامی حکومت میں تکنیکی مہارت کا فقدان ہے۔ میونسپلٹی میں بہت سے اہلکار اپنے کام کو موثر طریقے سے انجام دینے کے لیے درکار مہارت اور علم سے محروم ہیں۔ مثال کے طور پر، بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں کو ڈیزائن کرنے اور تعمیر کرنے کے ذمہ دار انجینئروں میں اکثر ضروری تربیت اور تجربے کی کمی ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں پروجیکٹوں کو ناقص ڈیزائن اور عمل میں لایا جاتا ہے۔

7: فیصلہ سازی کا عمل اور عوام کی عدم شرکت

فیصلہ سازی کے عمل میں عوام کی شرکت کا فقدان ہے۔ بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں یا دیگر عوامی خدمات کے بارے میں فیصلے کرتے وقت مقامی حکومت کے اہلکار عوام سے مشورہ نہیں کرتے ہیں۔ مشاورت کے اس فقدان کے نتیجے میں ایسے منصوبے سامنے آئے ہیں جو عوام کی ضروریات کو پورا نہیں کرتے اور اکثر عوامی وسائل کا ضیاع ہوتے ہیں۔ آخر میں، پاکستان میں خراب میونسپلٹی مختلف گہرے مسائل کا نتیجہ ہے، جن میں سیاسی عزم، وسائل کی کمی، بد عنوانی، احتساب کا فقدان، تکنیکی مہارت کی کمی، آبادی میں اضافہ، اور عوامی شرکت کی کمی شامل ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے حکومت، سول سوسائٹی کی تنظیموں اور عوام سمیت تمام اسٹیک ہولڈرز کی جانب سے طویل المدتی، مربوط کوششوں کی ضرورت ہے۔ مل کر کام کرنے سے ہی ہم پاکستان میں میونسپلٹی کو بہتر بنانے اور لوگوں کو بہتر خدمات فراہم کرنے کی امید کر سکتے ہیں۔

نتائج:

پاکستان میں خراب میونسپل گورننس کے نتائج شدید ہیں۔ پینے کے صاف پانی، صفائی ستھرائی اور فضلہ کے انتظام کی خدمات کی کمی کی وجہ سے پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں جیسے ہیضہ، ٹائیفائیڈ اور ڈیپٹھیریوسس کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کے شہریوں کی صحت اور بہبود پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں، خاص طور پر غریب لوگ جو ان بیماریوں کا سب سے زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ مزید برآں، میونسپل سروسز کی خراب حالت کا ماحول پر منفی اثر پڑتا ہے، آلودگی اور فضلہ کو ٹھکانے لگانے کے مسائل ماحولیاتی نظام کو کافی نقصان پہنچاتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

پاکستان میں ناقص میونسپل گورننس کے ملکی ترقی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بد عنوانی، وسائل کی کمی، اور تیزی سے شہری کاری ملک میں میونسپل سروسز کی خراب حالت میں کردار ادا کرنے والے کچھ عوامل ہیں۔ بنیادی خدمات کی کمی کے شہریوں کی صحت، حفاظت اور معیار

زندگی پر شدید اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ پاکستان میں میونسپل گورننس کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے فوری اقدام کرے۔ یہ فنڈنگ میں اضافہ، صلاحیت کی تعمیر، اور بد عنوانی سے نمٹنے اور احتساب کو فروغ دینے کے لیے سخت اقدامات کے نفاذ کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ صرف ٹھوس کوششوں کے ذریعے ہی پاکستان اپنے میونسپل گورننس کے چیلنجوں پر قابو پاسکتا ہے اور ایک بہتر مستقبل کی راہ ہموار کر سکتا ہے۔

عہد نبوی میں نظم بلدیہ (میونسپلٹی) اور عصری حالات کے لیے راہنما اصول:

1: مسجد:

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں، مسجد نے میونسپلٹی میں مرکزی کردار ادا کیا کیونکہ یہ نہ صرف عبادت گاہ کے طور پر کام کرتی تھی بلکہ مسلمانوں کے درمیان سماجی روابط اور تعلقات کے لیے ایک کمیونٹی سینٹر کے طور پر بھی کام کرتی تھی۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور اسلام کے اصول سکھائے، تعلیم اور سیکھنے کی فضا کو فروغ دیا۔ مزید برآں، مسجد نے تنازعات کے حل، اہم معاملات پر تبادلہ خیال، اور اجتماعی فیصلے کرنے کے لیے ایک پلیٹ فارم کے طور پر کام کیا، اس طرح مدینہ اور دیگر علاقوں میں جہاں اسلام قائم ہوا تھا، مسلم کمیونٹی کے قلب کے طور پر کام کرتی ہے۔

اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مدینہ آنے کے بعد مسلمانوں کی طرف سے پہلا کام مسجد کی تعمیر تھا۔¹

2: مسئلہ امن و امان اور بلدیاتی نعت:

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں امن و امان اور مقامی طرز حکمرانی کے چیلنجوں کا مقابلہ انوکھے انداز سے کیا گیا جس میں انصاف، ہمدردی اور کمیونٹی کی شمولیت پر زور دیا گیا۔ نبی ﷺ اسلامی قانون (شریعت) اور مشاورت (شوری) کے اصولوں پر مبنی نظام حکومت قائم کیا۔ اس نے انصاف، سلامتی اور عوامی بہبود کے معاملات کی نگرانی کے لیے مختلف علاقوں میں مقامی نمائندوں کو مقرر کیا، جنہیں گورنریا ایڈمنسٹریٹر کہا جاتا ہے۔

نبی ﷺ نے ان منتظمین میں احتساب اور شفافیت کو فروغ دیا، انہیں ان کے اعمال کا ذمہ دار ٹھہرایا اور اس بات کو یقینی بنایا کہ وہ معاشرے کے تمام افراد کے لیے انصاف کو برقرار رکھیں، خواہ ان کی سماجی حیثیت کچھ بھی ہو۔ انہوں نے بد عنوانی اور استحصال کی حوصلہ شکنی کی، اپنی قیادت میں دیانتداری اور عاجزی کی مثال قائم کی۔ مسجد، کمیونٹی کے مرکز کے طور پر، امن و امان کے معاملات کو حل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تنازعات اور تنازعات کو اکثر مسجد میں حل کرنے کے لیے لایا جاتا تھا، جس میں نبی ﷺ ثالث اور جج کے طور پر کام کرتے تھے۔ اس شرکتی نقطہ نظر نے کمیونٹی کے اراکین کو بلدیہ کے اندر امن و امان کو برقرار رکھنے کے لیے ملکیت اور ذمہ داری کے احساس کو فروغ دیتے ہوئے، مقامی حکمرانی اور فیصلہ سازی کے عمل میں براہ راست شامل ہونے کی اجازت دی۔ بالآخر، نبی ﷺ کے عدل، اخلاقی برتاؤ، اور اجتماعی مشغولیت پر زور نے اپنے دور میں ایک منصفانہ اور ہم آہنگ معاشرے کی بنیاد رکھی۔

چنانچہ نبی ﷺ سامنے سے تشریف لائے جو لوگوں کے سامنے اس آواز کے تعاقب میں گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر گردن میں تلوار لٹکائے ہوئے نکلے تھے کہ حیران نہ ہوں۔²

مذکورہ واقعہ سے شہر کے باشندوں کی حفاظت کا تصور خلافت راشدہ میں باقاعدہ منظم ہوتا نظر آتا ہے اور آج کے بلدیاتی نظام میں اس کے پیش نظر محکمہ پولیس کی شبانہ گشت کو مزید بڑھانے کی ضرورت ہے۔ فعال، امن و امان اور محفوظ حالات کا انتظام کیا۔

3: باشندگان شہر کے لیے اقدامات: بلدیاتی نسق کے تناظر میں: قیام و بعام:

نبی اکرم ﷺ کے دور میں، میونسپل پلاننگ اور رہائش کمیونٹی کی ترقی کے ضروری پہلو تھے۔ شہر کے باشندے اپنے محلوں اور رہائش کی منصوبہ بندی اور بہتری میں حصہ ڈالنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ نبی ﷺ نے کمیونٹی کے اراکین کو اپنے محلوں کی فلاح و بہبود کی ذمہ داری لینے کی ترغیب دی، اور آپ نے صاف اور صحت مندرہنے کی جگہوں کو برقرار رکھنے کی اہمیت پر زور دیا۔ رہائشیوں کی حوصلہ افزائی کی گئی کہ وہ مسجد میں ہونے والے مباحثوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، جہاں رہائش اور شہری منصوبہ بندی کے معاملات پر توجہ دی گئی، اور ان کی رائے کو مد نظر رکھا گیا۔

رہائش کے معاملے میں رسول ﷺ نے کمیونٹی کے افراد کے درمیان ہمدردی اور سخاوت کے جذبات کو فروغ دیا۔ مسلمانوں کے لیے مسافروں اور نئے آنے والوں کے لیے اپنے گھر کھولنا، انھیں پناہ اور مہمان نوازی فراہم کرنا عام تھا۔ یہ عمل، جسے "انظار" کے نام سے جانا جاتا ہے، بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، جس سے کمیونٹی کے اندر یکجہتی اور اتحاد کے مضبوط احساس کو فروغ ملتا ہے۔ مزید برآں، نبی ﷺ نے ریئل اسٹیٹ کے لین دین میں منصفانہ اور اخلاقی رویے کے لیے رہنما اصول مرتب کیے، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ معاشرے کے تمام افراد کی مالی حیثیت سے قطع نظر رہائش ان کے لیے قابل رسائی ہو۔ مجموعی طور پر، نبی ﷺ کے دور میں شہر کے مکینوں نے میونسپل پلاننگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ایک دوسرے کو نرمی اور خیال کے ساتھ جگہ دی، جس سے کمیونٹی میں ہم آہنگی اور تعاون کا احساس پیدا ہوا۔³

4: منڈیوں، مارکیٹوں کا قیام:

نبی اکرم ﷺ کے دور میں بازاروں کے قیام نے معاشرے کی معاشی ترقی اور سماجی ہم آہنگی میں اہم کردار ادا کیا۔ رسول ﷺ نے تجارت اور تجارت کی اہمیت کو تسلیم کیا اور مدینہ اور دیگر خطوں میں منڈیاں بنانے میں سہولت فراہم کی۔ بازار، جنہیں "سوق" کہا جاتا ہے، عام طور پر مخصوص علاقوں میں، اکثر مسجد کے قریب، رہائشیوں اور مسافروں کے لیے یکساں رسائی کو یقینی بنانے کے لیے منعقد کیا جاتا تھا۔ انہوں نے خوراک، کپڑے، مویشی اور دیگر ضروری اشیاء سمیت مختلف اشیاء کی خرید و فروخت کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کیا۔

جب عبدالرحمن بن عوف مدینہ منورہ آئے اور اس نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو حضرت سعد نے انہیں پیشکش کی کہ وہ اپنا مال اور اپنے اہل و عیال کو نصف میں تقسیم کر دیں۔ عبدالرحمن بن عوف نے کہا: اللہ آپ کے اہل و عیال اور مال میں برکت عطا

فرمائے، مجھے بازار کاراستہ دکھادیں۔ (تاکہ میں اپنے لیے کما سکوں)۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بازار کے بارے ایک انصاری سے پوچھنا اس بات کا نماز ہے کہ مہاجرین تجارتی امور میں بھرپور مداخلت کرتے تھے۔

اس نے یہودی اجارہ داری جو تجارت پر تھی کو ختم کرنے کے لیے ایک الگ مارکیٹ قائم کی۔ ایک روایت کے مطابق: کوئی شخص رسول ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا کہ ایک جگہ بازار لگانے کی جگہ میں دیکھ چکا ہوں۔ اس جگہ کو آپ ﷺ دیکھنا پسند کریں گے؟ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں اور آپ ﷺ کو وہ جگہ انتہائی پسند آئی۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں آپ کے قدموں پر مہر ثبت فرمائی اور فرمایا: یہاں تمہاری منڈی و مارکیٹ ہوگی، اب اس میں غفلت نہ کرو اور نہ ہی اس پر کوئی ٹیکس مقرر کرو۔⁴

اس روایت سے مقامی حکومت کی درج ذیل ذمہ داریاں ابھرتی ہیں:

نئی منڈیوں کا قیام۔

2. ضرورت کے مطابق اس مارکیٹ کو آباد کرنے کے لیے تاجروں کی حوصلہ افزائی کرنا۔

3. نئی قائم ہونے والی دو مارکیٹوں پر ٹیکس نہ لگائیں۔

5: باشندگان شہر کے لیے عمدہ اشیاء کی فراہمی:

میونسپل امور کے تناظر میں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہریوں کو پاکیزہ اور عمدہ چیزوں کی فراہمی پر زور دیا، بازار میں ایمانداری اور منصفانہ تجارتی طریقوں کی حوصلہ افزائی کی۔ پاکیزگی، صفائی اور اخلاقیات کے اصول اسلامی تعلیمات کے لازمی عناصر تھے۔

ایک مشہور واقعہ ہے جو عوام کو خالص اور غیر ملاوٹ کے سامان فراہم کرنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید کو واضح کرتا ہے۔ ایک دفعہ بازار میں چل رہے تھے کہ ایک آدمی کھجور بیچ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجسس کی وجہ سے کچھ کھجوریں اور کاٹ کر ان میں چکھ لیا۔ تاہم، اس نے دیکھا کہ کھجور اندر سے گیلی تھی جبکہ باہر سے خشک دکھائی دے رہی تھی۔

یہ معلوم کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے فرمایا کہ اے کھجور بیچنے والے یہ کیا ہے یہ کھجوریں گیلی کیوں ہیں؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ بارش کا پانی ان پر گرا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: جب تم کھجور کو خشک کرنا چاہو تو اچھی طرح خشک کر لو اور جب ذخیرہ کرنا چاہو تو اچھی طرح سے رکھ لو۔

یہ واقعہ تفصیل کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور لوگوں کی بھلائی کے لیے آپ کی فکر کی مثال دیتا ہے۔ وہ اس بات کو یقینی بنانا چاہتا تھا کہ شہریوں کو خالص اور اچھے معیار کی مصنوعات ملیں، بغیر کسی دھوکے یا جھپی ہوئی خامیوں کے۔ تجارت میں ایمانداری اور دیانتداری کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار میں اعتماد اور انصاف کے احساس کو فروغ دیا، جس سے بیچنے والے اور خریدار دونوں کو فائدہ پہنچا۔

اس طرح شہریوں کو پاکیزہ اور عمدہ چیزوں کی فراہمی نہ صرف ایشیا کے طبعی معیار کے بارے میں تھی بلکہ تجارت اور تجارت میں اخلاقی اقدار کو برقرار رکھنے کے حوالے سے بھی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں اور تاجروں کے لیے ایک اعلیٰ معیار مقرر کیا، انہیں ایک منصفانہ اور خوشحال معاشرے کو فروغ دینے کے طریقے کے طور پر، کسی بھی قسم کے دھوکے یا ہیرا پھیری سے پاک، اعلیٰ ترین معیار کا سامان فراہم کرنے کی تاکید کی۔⁵

اس روایت سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ کہ بازار کی اشیاء کی جانچ پڑتال درست عمل ہے

6: مہنگائی کو قابو میں لانا:

بازاروں میں سرمایہ کاری اور کسی ضروری شے کی قیمتوں میں گراوٹ سے بچا نہیں جاسکتا لیکن اگر اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو اس سے عام آدمی کی قوت خرید ختم ہو جاتی ہے یا مارکیٹ میں مصنوعی قلت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر اسے شامل کیا جائے تو حکومت راستہ اختیار کرتی ہے۔ حدیث: جس شخص نے غلام کا حصہ آزاد کیا (دیکھا) اگر اس کے پاس اتنی دولت ہے کہ وہ غلام کی قیمت ادا کر سکے تو غلام کی قیمت مقرر کی جائے گی اور ہر ایک کو اس کا حصہ دیا جائے گا۔ قیمت اس کے مال میں حصہ کے مطابق ادا کی جائے گی اور غلام کو آزاد سمجھا جائے گا، غلام صرف اس کی طرف سے آزاد کیا جائے گا اور باقی کی غلامی باطل سمجھی جائے گی۔⁶

درحقیقت مذکورہ حدیث میں طلاق کا مسئلہ بیان ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں آقا کو پیسے لینے کا حق نہیں دیا گیا جو کہ اصل میں قیمت ہے۔

7: ذخیرہ اندوزی کی ممانعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بلدیاتی امور کے تناظر میں ذخیرہ اندوزی کی ممانعت اور معاشرے میں اس کی مذمت کی تعلیمات اور رہنمائی موجود تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے گئے اصول صرف پانی یا بنیادی وسائل تک محدود نہیں تھے بلکہ اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں بشمول تجارت اور معاشی طریقوں تک پھیلے ہوئے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منصفانہ اور منصفانہ معاشرے کی اہمیت پر زور دیا، جہاں وسائل کی تقسیم اور منصفانہ تقسیم ہو۔ انہوں نے سامان ذخیرہ کرنے کے خلاف خبردار کیا، خاص طور پر قلت یا معاشی چیلنجوں کے وقت، کیونکہ یہ مصنوعی مہنگائی اور ضرورت مند دوسروں کے لیے محرومی کا باعث بن سکتا ہے۔ اس عمل کو فرقہ وارانہ جذبے کی خلاف ورزی اور ساتھی برادری کے ارکان کی فلاح و بہبود کو نظر انداز کرنے کے طور پر دیکھا گیا۔

اس سلسلے میں ایک صحیح حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور صحیح بخاری میں موجود ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی ضرورت سے زیادہ خوراک ذخیرہ کرے اور قحط کے دن اسے مہنگے داموں بیچے تو وہ گناہ گار ہے۔

یہ حدیث اس تصور کو تقویت دیتی ہے کہ اسلام میں خود غرضانہ مقاصد اور ذاتی فائدے کی خواہش کے تحت ذخیرہ اندوزی کی مذمت کی گئی ہے۔ اس کے بجائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیراتی کاموں، منصفانہ تجارتی طریقوں، اور کمیونٹی کے کم خوش نصیب افراد کی ضروریات کا خیال رکھنے کی حوصلہ افزائی کی۔

میونسپل گورننس کے تناظر میں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے عوامی وسائل کے انتظام اور تمام رہائشیوں کی فلاح و بہبود کو یقینی بنانے میں شفافیت، جوابدہی، اور سماجی ذمہ داری کی اہمیت پر زور دیا۔ ان اصولوں کے خلاف ذخیرہ اندوزی کی حوصلہ شکنی اور مذمت کی گئی، جس سے میونسپلٹی میں کمیونٹی یکجہتی اور تعاون کے احساس کو فروغ دیا گیا۔⁷

8: صاف پانی کی فراہمی:

پینے اور دیگر مقاصد کے لیے پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے تناظر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور محفوظ پانی کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے کمیونٹی کے لیے صاف پانی کی مسلسل فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے کنوؤں کی کھدائی اور آبی ذخائر کی تعمیر کی حوصلہ افزائی کی۔ پانی کی تقسیم اور انتظام بہت ضروری تھا، خاص طور پر جزیرہ نما عرب کی خشک آب و ہوا میں، رہائشیوں اور مسافروں کی ضروریات کو یکساں طور پر پورا کرنے کے لیے۔

ایک اہم واقعہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں خالص پانی کی فراہمی پر روشنی ڈالتا ہے وہ ہے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور بڑے معونہ کے کنوئیں کا واقعہ۔ تبوک کی مہم کے دوران مسلمانوں کی فوج کو پانی کی شدید قلت کا سامنا کرنا پڑا، اور قلت فوجوں کو متاثر کرنے لگی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور تمام لشکر کے لیے پانی مہیا کرنے کی پیشکش کی۔

اس کے پاس مدینہ میں ایک کنواں تھا جس کا نام بڑے معونہ تھا، جسے اس نے مسلمانوں کی فوج کے استعمال کے لیے عطیہ کرنے کی تجویز پیش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوشی اس پیشکش کو قبول کیا اور حضرت عثمان کی سخاوت کو سراہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور کنوئیں کے یہودی مالک کے درمیان معاہدہ ہوا جس کے تحت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کنواں اور اس کا پانی مسلم فوج کے فائدے کے لیے دینے پر رضامندی ظاہر کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس بے لوث اور صدقہ کے عمل نے اس بات کو یقینی بنایا کہ مسلمانوں کی فوج کو اپنی مہم کے دوران صاف پانی کے ایک اہم ذریعہ تک رسائی حاصل ہوئی، ان کی مشکلات کو دور کیا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تعاون اور قربانی کے جذبے کا مظاہرہ کیا۔ حضرت عثمان کے بڑے معونہ کا کنواں عطیہ کرنے کی کہانی ضرورت مندوں کو صاف پانی فراہم کرنے کی ایک طاقتور مثال ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں پانی کے انتظام اور تقسیم کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔⁸

9: سیوریج سسٹم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سیوریج کے جدید نظام کا تصور جیسا کہ آج ہم جانتے ہیں موجود نہیں تھا۔ تاہم، کمیونٹی کے پاس فضلہ

اور صفائی ستھرائی کے انتظام کے لیے کچھ طریقہ کار موجود تھا۔ مثال کے طور پر، مدینہ شہر میں، شہر کی دیواروں کے باہر سادہ خندقیں کھودی گئی تھیں، جو بارش کے پانی اور فضلہ کو رہائشی علاقوں سے دور کرنے کے لیے راستے کا کام کرتی تھیں۔ نکاسی آب کے اس ابتدائی نظام نے سیلاب کو روکنے میں مدد کی اور رہنے کی جگہوں کو نسبتاً صاف رکھا۔ مزید برآں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی تعلیمات کے حصے کے طور پر ذاتی حفظانِ صحت اور صفائی پر زور دیا، نماز سے پہلے باقاعدگی سے وضو (وضو) کی ترغیب دی اور بیت الخلاء کے استعمال یا نجاست کے ساتھ رابطے میں آنے کے بعد صفائی کے لیے پانی کے استعمال کو فروغ دیا۔

اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سیوریج کا جدید نظام نہیں تھا، لیکن آپ کی تعلیمات نے اسلامی ثقافت میں صفائی اور حفظانِ صحت کی قدر کی بنیاد رکھی۔ جیسے جیسے اسلامی تہذیب نے ترقی کی، خاص طور پر اموی اور عباسی خلافت کے دور میں، پانی کے انتظام اور سیوریج کے مزید جدید نظام، خاص طور پر بغداد اور دمشق جیسے بڑے شہروں میں تیار ہوئے۔ یہ نظام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فروغ پانے والے صفائی کے اصولوں سے متاثر تھے اور اسلامی دنیا میں صحت عامہ اور صفائی ستھرائی کے فروغ میں اپنا کردار ادا کرتے تھے۔

10: راستوں کا انتظام

رسول اللہ ﷺ کے دور میں راستوں کا انتظام خاص طور پر تجارت اور زیارت کے حوالے سے بہت اہمیت کا حامل تھا۔ جزیرہ نما عرب تجارتی قافلوں کے لیے ایک اہم سنگم تھا، اور اقتصادی خوشحالی اور سماجی تبادلے کے لیے محفوظ اور قابل رسائی راستوں کو برقرار رکھنا بہت ضروری تھا۔ نبی ﷺ نے مسافروں اور تاجروں کے ساتھ منصفانہ اور منصفانہ سلوک کی ترغیب دی، ان کے سفر کی حرمت اور ان کے حقوق اور سامان کی حفاظت کی ضرورت پر زور دیا۔ اس نے مسافروں کے لیے طرز عمل کے اصول قائم کیے، جیسے "امنہ" (ٹرسٹ) کا تصور، جس کے تحت مسافروں کے سامان کو مختلف علاقوں سے گزرنے کے دوران ان کی حفاظت اور احترام کرنا تھا۔ ذمہ داری کا یہ احساس وسیع تر کمیونٹی تک پھیلا ہوا ہے، جہاں لوگوں سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ مسافروں کی مدد اور مدد کریں، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ انہیں اپنے سفر کے دوران پانی، خوراک اور پناہ گاہ تک رسائی حاصل ہو۔

مزید برآں، مقدس شہر مکہ کی سالانہ زیارت (حج) کے لیے راستوں کا انتظام بہت اہم تھا۔ نبی ﷺ نے حج کی قیادت کر کے اور تمام شرکاء کی حفاظت اور فلاح و بہبود کو یقینی بنا کر ایک مثال قائم کی۔ اس نے عازمین حج کے لیے مخصوص راستے اور اسٹیشن مقرر کیے، اور اس تنظیم نے حج کے دوران بڑے ہجوم کی نقل و حرکت کو ہموار کرنے میں مدد کی۔ مزید برآں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے راستوں پر تنازعات اور جھگڑوں کو روکنے کے لیے اقدامات کیے، جس سے حجاج کے مختلف گروہوں کے درمیان امن اور اتحاد کی فضا کو فروغ دیا گیا۔ رسول ﷺ کے دور میں راستوں کے انتظام نے نظم، تعاون اور ہمدردی کے احساس کی مثال دی، جس سے کمیونٹی کے مجموعی استحکام اور خوشحالی میں مدد ملی۔

حضور ﷺ نے شاہراہوں کی رکاوٹیں ختم کرنے اور راستوں میں کھڑا ہونے سے ممانعت فرمائی۔⁹

11: صفائی کا اہتمام:

صفائی پر خصوصی توجہ اسلامی تعلیمات کا ایک اہم پہلو ہے، اور اس کی مثال ایمان کے 73 درجات کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ملتی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ایمان کی تہتر شاخیں ہیں اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔“

یہ حدیث ایمان کی کثیر جہتی نوعیت پر روشنی ڈالتی ہے، جو انسان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو شامل کرتی ہے، بشمول صفائی اور حیا۔ صفائی اسلام کا ایک لازمی حصہ ہے اور اسے کسی کے ایمان اور عبادت کا ایک اہم پہلو سمجھا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دوسری احادیث میں بھی صفائی کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ مثال کے طور پر، انہوں نے کہا:

”صفائی نصف ایمان ہے۔“

یہ حدیث اللہ کی نظر میں صفائی کی اہمیت اور مومن کی زندگی میں اس کی روحانی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ اسلام جسمانی اور روحانی دونوں شعبوں میں صفائی کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ جسمانی صفائی میں ذاتی حفظان صحت کو برقرار رکھنا، نماز (وضو یا غسل) سے پہلے خود کو پاک کرنا اور رہنے کی جگہوں کو صاف رکھنا شامل ہے۔ روحانی صفائی میں کسی کے دل کو منفی خصلتوں سے پاک کرنا اور اخلاقی اور اخلاقی اقدار کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنا شامل ہے۔

صفائی پر خصوصی توجہ دے کر، مسلمانوں کا مقصد اپنے اعمال، خیالات اور ارد گرد کے ماحول میں پاکیزگی برقرار رکھنا ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ صفائی اور شائستگی کی مشق انسان کے ایمان کی سطح کو بلند کرتی ہے اور انہیں اللہ کے قریب لاتی ہے۔ ایمان کے حصے کے طور پر صفائی کو اپنانا اسلام کے جامع نقطہ نظر کی عکاسی کرتا ہے، جہاں جسمانی اور روحانی تندرستی ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہے اور ایک صالح اور مکمل زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے۔

پاکستان کے نظام بلدیہ کو درپیش مسائل کا حل:

اسلام، پاکستان میں غالب مذہب ہونے کے ناطے، ملک کو درپیش بلدیاتی مسائل سے نمٹنے کے لیے رہنمائی اور حل فراہم کر سکتا ہے۔ اس تحقیق کا مقصد یہ دریافت کرنا ہے کہ پاکستان میں بلدیاتی مسائل کو حل کرنے کے لیے اسلامی تعلیمات کو کس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے۔

1: صفائی ستھرائی کا اہتمام:

اسلام کی اہم تعلیمات میں سے ایک صفائی اور حفظان صحت کی اہمیت ہے۔ اسلامی اصول اپنے آپ کو اور ارد گرد کے ماحول کو صاف رکھنے کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ صفائی نصف ایمان ہے۔ (صحیح مسلم) لہذا، اسلامی تعلیمات کو پاکستان میں صاف ستھرے اور صحت مند میونسپل طریقوں کو فروغ دینے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ حکومت شہریوں کی حوصلہ افزائی کر سکتی ہے کہ وہ اپنے ارد گرد

کوصاف سٹھراکھیں اور ویسٹ میئنجنٹ کی خدمات فراہم کریں تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ گلیوں اور محلوں کو کچرے اور بلے سے پاک رکھا جائے۔

2: سماجی ذمہ داری کا تصور

اسلامی تعلیمات کا ایک اور ضروری پہلو سماجی ذمہ داری ہے۔ اسلام میں مسلمانوں کو اپنے پڑوسیوں اور اپنی برادریوں کے لوگوں کا خیال رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ عوامی خدمات کی دیکھ بھال اور انتظام میں کمیونٹی کی شمولیت کو فروغ دے کر اس اصول کو میونسپل گورننس پر لاگو کیا جاسکتا ہے۔ اس میں وہ شہری شامل ہو سکتے ہیں جو اپنے محلوں کو صاف کرنے کے لیے رضاکارانہ طور پر کام کر رہے ہوں یا مقامی حکومت کے فیصلہ سازی کے عمل میں حصہ لیں۔

3: وسائل کی منصفانہ تقسیم:

اسلام بھی عدل و انصاف کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ پاکستان میں میونسپل اتھارٹیز کو وسائل اور خدمات کی تقسیم میں منصفانہ اور منصفانہ ہونا چاہیے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ تمام شہریوں کو ان کی سماجی یا معاشی حیثیت سے قطع نظر یکساں طور پر خدمات فراہم کریں۔ میونسپل حکام کو بھی اپنے فیصلہ سازی کے عمل میں شفاف اور جوابدہ ہونا چاہیے۔ اس سے شہریوں میں حکومت پر اعتماد اور اعتماد پیدا کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

4: استقلال:

اسلامی تعلیمات کا ایک اور اہم پہلو پائیداری کا تصور ہے۔ قرآن سکھاتا ہے کہ انسان زمین کے محافظ ہیں اور انہیں آئندہ نسلوں کے لیے اس کی دیکھ بھال کرنی چاہیے۔ لہذا، میونسپل حکام کو اس بات کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں کہ ان کی پالیسیاں اور طرز عمل پائیدار ہوں اور ماحول کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اس میں قابل تجدید توانائی کو فروغ دینا، پانی کے تحفظ کو فروغ دینا، اور شہریوں کو اپنے کاربن فوٹ پرنٹ کو کم کرنے کی ترغیب دینا شامل ہو سکتا ہے۔

5: اجتماعی ذمہ داری کا تصور:

آخر میں، اسلام اجتماعی ذمہ داری کے تصور کو فروغ دیتا ہے۔ مسلمانوں کو مسائل کے حل اور عظیم تر بھلائی کو فروغ دینے کے لیے مل کر کام کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اس اصول کو شہریوں، سول سوسائٹی کی تنظیموں اور حکومت کے درمیان تعاون کو فروغ دے کر میونسپل گورننس پر لاگو کیا جاسکتا ہے۔ اس سے شہریوں میں اپنی برادریوں اور عوامی خدمات کے تئیں ملکیت اور ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

خلاصہ کلام:

آخر میں، اسلامی تعلیمات پاکستان میں بلدیاتی مسائل کو حل کرنے کے لیے رہنمائی کا ایک بھرپور ذریعہ فراہم کرتی ہیں۔ صفائی، سماجی ذمہ

داری، انصاف، انصاف، پائیداری، اور اجتماعی ذمہ داری کے اصول صاف اور صحت بخش میونسپل طریقوں، عوامی خدمات میں کمیونٹی کی شمولیت، فیصلہ سازی کے عمل میں شفافیت اور جوابدہی، پائیدار پالیسیوں اور طریقوں، اور تعاون کو فروغ دینے کے لیے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ شہریوں، سول سوسائٹی کی تنظیموں اور حکومت کے درمیان۔ ان تعلیمات کو بروئے کار لاکر پاکستان اپنے بلدیاتی چیلنجوں پر قابو پاسکتا ہے اور ایک بہتر مستقبل کی راہ ہموار کر سکتا ہے۔

حوالہ جات

¹ ابن ہشام، عبدالملک، السیرہ النبویہ، مکتبہ مصطفیٰ البابی، جلد 1 صفحہ 496

² صحیح بخاری حدیث: 2908

³ الطباقات الکبری جلد 1 صفحہ 184

⁴ طبرانی معجم الکبیر حدیث: 586

⁵ قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: «من غشنا فلیس منا» حدیث نمبر 102

⁶ بخاری حدیث: 2522

⁷ صحیح مسلم حدیث نمبر: 4122

⁸ صحیح بخاری حدیث نمبر: 2778

⁹ بخاری حدیث: 2473

References

1. Ibn Hisham, 'Abd al-Mak, al-Sira al-Nabawiyah, Maktaba Mustafa al-Babi, vol. 1, p. 496
2. Sahih Bukhari Hadith: 2908
3. Al-Tabaqat al-Kubra, Vol. 1, p. 184
4. Tabarani Mu'jam al-Kabir Hadith: 586
5. Qushiri, Muslim ibn al-Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab al-Iman, chapter of the Prophet's saying: Whoever cheats us is not one of us" Hadith No. 102
6. Bukhari Hadith: 2522
7. Sahih Muslim Hadith No. 4122
8. Sahih Bukhari Hadith No. 2778
9. Bukhari Hadith: 2473